Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Hindkū Linguistic and Literary Research: An Analytical Review

ہندکو کی ادبی ولسانی تحقیق: ایک تجزیاتی مطالعہ

Published:
September 30, 2023

Abdul Rouf
Lecturer Punjabi, Department of Pakistani languages, NUML, Islamabad, Email: arauf@numl.edu.pk,
Orcid: 0009-0007-1404-2681

Qamar Zaman
Ph. D scholar, Qurtaba University, Peshawar
Email: qamar74d@gmail.com.

Dr. Shabbir Hussain
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Education, Lahore
shabbir.hussain@ue.edu.pk,
https://orcid.org/my-orcid?orcid=0009-0009-6977-8519

Abstract

In Pakistan, a multitude of languages are spoken, with Hindko being a prominent one. It is widely spoken across various regions, including Hazara, Peshawar, Kohat, Dera Ismāīl Khān, Attock, Kashmir, and some parts of Punjab. Hindko is an ancient language with roots that trace back to the old Gandhara civilization and belongs to the Indo-Aryan language group. Hindko boasts a rich literary tradition with diverse

CC BY

genres. In addition to its literary contributions, research endeavors have been carried out, shedding light on both the linguistic and literary aspects of Hindko. This article offers a comprehensive study that delves into both facets, presenting an exploration of Hindko's significant linguistic and literary works as documented by scholarly research.

Keywords: Hindkū, Hazara, Aryan, Gandhara, Ancient, Subcontinent Genres, Literature, Linguistic, Researcher, Spoken, Creation.

تمہید

پاکستان میں اردو کے ساتھ ساتھ بہت ساری علاقائی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ ہند کو زبان انہی میں سے ایک اہم زبان ہے۔ہند کو کا شمار دنیا کی قدیم زبانوں میں ہوتا ہے۔ اس کے ڈانڈے ایک طرف سنسکرت سے ملتے ہیں تو دوسری طرف یہ گندھارا تہذیب کی نمائندہ زبان ہے۔ اس زبان کی تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کا استعمال ویدوں میں بھی ہوا ہے مختار علی نیّر اس حوالے سے یوں رقم طراز ہیں:

> "ہند کو زبان صوبہ سرحد کی قدیم زبانوں میں سے ایک ہے۔یہ گندھارا عہد سے پہلے بھی اس علاقے کے عوام بولتے تھے، اس لیے اس کے ڈانڈے "ویدوں" سے جا ملتے ہیں اور ویدک عہد میں جو زبان رائج تھی اسے ہم قدیم ہند کو کہتے ہیں"۔ [1]

ہند کو ہزارہ سے لے کشمیر تک اور پشاور، نوشہرہ، اکوڑہ خٹک، اٹک، ڈیرہ اسماعیل خان اور پنجاب کے کچھ علاقوں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔اس زبان کی قدامت اس بات سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ ویدوں میں بھی ہند کو کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ ہند کو کا تعلق زبانوں کے سب سے قدیم ہند آریائی گروہ سے ہے۔قدیم خروشتی رسم الخط جو سکندرِ اعظم سے پہلے بھی اس علاقے میں رائج تھا، اس کی قدامت کی ایک دلیل ہے۔اس حوالے سے مختار علی نیّر رقم طراز ہیں:

> "بس ہند کو زبان کی اس علاقے میں قدامت کے ثبوت میں خط خروشتی کو ہی پیش کیا جائے تو کافی ہے۔اگر چہ خروشتی بولنے والے اس دنیا میں نہیں رہے مگر علمائے لسانیات اور ماہرینِ زبان نے خروشتی کی صوتی ادائیگی کے لیے جو آوازیں قائم کی ہیں وہ سو فی صد ہند کو ہیں"۔ [2]

cc BY

ہندکو کی اس قدامت کے باوجود حیران کن بات یہ ہے کہ اس زبان کا تحریری سرمایہ قدیم نہیں ہے بلکہ بہت بعد میں تحریر کا آغاز ہوا، اس کے باوجود ہندکو میں نظم و نثر کی سب ہی اہم اصناف کا بے پناہ سرمایہ موجود ہے۔ نثر میں ناول، افسانہ، ڈرامہ، سفر نامہ، خاکہ اور مضامین و مقالات جبکہ شاعری میں، نعت، منقبت، مرثیہ، نوحہ، سلام، غزل، نظم، چاربیتہ، ٹپہ، سی حرفی، قطعات، ترکہ، گیت، قینچی اور چوبولا کا سرمایہ موجود ہے۔ ہندکو زبان کے نظم و نثر کے سرمائے میں ہر گزرتے دن کے ساتھ اضافہ ہورہاہے اور ساتھ ہی تحقیق کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ہندکو زبان کے حوالے سے عالمی سطح کی کانفرنسز بھی منعقد ہورہی ہیں جن میں اس کے مختلف پہلوؤں پر بھرپور مقالات پیش کیے جاتے ہیں۔ ہندکو زبان کی گرائمر استنبول یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے سربراہ ڈاکٹر خلیل طوقار نے مرتب کی ہے جو گندھارا ہندکو بورڈ پشاور سے شائع ہوئی ہے۔ یہ بلاشبہ ہندکو زبان کی ایک بڑی خدمت ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے اپنے پیش لفظ میں لکھا جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

> "جو بات قابلِ تعریف ہے وہ یہ ہے کہ ڈاکٹر طوقار نے نہ صرف زبان کی گرامر کو خاطر میں لایا ہے بلکہ ان کا کام یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ انہوں نے زبان کی صوتی اور لسانی جہتوں پر بھی توجہ دی ہے۔ جدید خطوط پر استوار یہ گرامر ہندکو زبان سیکھنے والوں کے لیے مددگار ثابت ہوگی"۔[3]

ہندکو کی پہلی لغت مرتب کرنے کا سہرا سلطان سکون کے سر ہے، جنھوں نے کئی برس کی تحقیق کے بعد اس کو ہندکو کے سرمائے میں شامل کیا۔ ہندکو زبان کی تواریخ بھی لکھی جاچکی ہیں جن میں مختار علی نیئر، ممتاز منگلوری، پرفیسر بشیر احمد سوز، پروفیسر فارغ بخاری کی تواریخ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہندکو کی لسانی تحقیق پر نظر دوڑائی جائے تو ممتاز منگلوری اور خاطر غزنوی نے اپنی اپنی کتب میں اس کے لسانی اشتراکات پر بحث کی ہے۔ خاطر غزنوی نے دراوڑی زبان کی دیگر شاخوں کے ساتھ ہندکو کے مشترک عناصر کا اپنی کتاب "اردو کا مآخذ ہندکو" میں ذکر کیا ہے۔ سلطان سکون نے ہندکو کی پہلی لغت مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ ہندکو ضرب الامثال، محاورات اور پہیلیوں کو اپنی کتب "بجھ میری بجھارت" (بوجھ میری پہیلی)، کوزے بچ دریا، چنو چودھویں رات، اور ہندکو ضرب الامثال (یہ کتاب مقتدرہ قومی زبان نے شائع کی ہے) کے ذریعے پیش کیا ہے۔ سلطان سکون کی تحقیق و جستجو نے ہندکو زبان کی ان اہم اکائیوں کو یکجا کرکے اس کے ذخیرے میں عمدہ اضافہ کیا ہے۔ سلطان سکون کی کاوش پر صوفی عبدالرشید یوں اظہارِ خیال کرتے ہیں:

> "کسی قوم یا انسانی گروہ کی حکمت و دانش کا اندازہ کرنے کے لیے بہت سارے دیگر عوامل

OPEN ACCESS

کے ساتھ اس زبان پر چڑھی ہوئی ضرب الامثال کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔اصل دانش وہ ہے جو زندگی کے نوع بہ نوع تجرباتِ حیات کے نتیجے میں وجود میں آتی ہیں،اس لیے لازم ہو جاتا ہے کہ ہم ان پوشیدہ معانی ان کے پس منظر سے بخوبی آگاہ ہوں۔سکون صاحب بڑے سلیقے سے ہماری یہ ضرورت پوری کر رہے ہیں"۔[4]

ہندکو زبان کی لسانی و ادبی تحقیق کے حوالے سے مختار علی نیئر نے بھی قابل قدر کام کیا ہے۔انہوں نے ہندکو حروفِ تہجی کے علاوہ اس کے رسم الخط کے بہت سارے مسائل پر بحث کی ہے انہوں نے ہندکو حروفِ تہجی ترتیب دیے املاء کی اہمیت کو اجاگر کیا اس حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

"لسانیات کے اصول اور کلیے کو سامنے رکھ کر ہندکو زبان کے رسم الخط اور حروفِ تہجی کو ترتیب دیا ہے۔یہ کام 1950ء میں شروع ہوا تھا"۔[5]

یہ بلاشبہ مختار احمد نیئر کا ایک اہم کارنامہ ہے کہ حروفِ تہجی اور رسم الخط کے بغیر کسی زبان میں ارتقاء ممکن نہیں ہوتا۔ہندکو زبان کو لسانیاتی اصولوں کے مطابق تشکیل دینے کے کام میں جن دیگر افراد نے اپنا حصہ شامل کیا ہے ان میں الٰہی بخش اختر اعوان،فارغ بخاری،حیدر زمان حیدر،یحیٰ خالد،پروفیسر محمد فرید،محمد ضیاءالدین کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔نئے لکھنے والوں میں سید ماجد شاہ،مفیدہ ماجد،ڈاکٹر عامر سہیل اور ڈاکٹر عادل سعید قریشی اپنا حصہ شامل کر رہے ہیں۔

زبان کے ساتھ ادب کے حوالے سے بھی خاطر خواہ کام سامنے آیا ہے۔ادب میں شاعری کا سرمایہ قدیم بھی ہے اور زیادہ بھی اس کی وجہ یہی ہے کہ ہندکو میں زبانی یا تحریری ہر دو حوالوں سے شاعری کو فوقیت حاصل ہے۔شاعری کی جن اصناف پر کام ہوا ہے ان میں غزل، نظم،ماہیا،چاربیتہ،سی حرفی اور کچھ دیگر اصناف شامل ہیں۔اس حوالے سے رضا ہمدانی کی مرتب کردہ کتاب "چاربیتہ" کو اولیت حاصل ہے کہ یہ کتاب جون 1978ء میں لوک ورثہ اسلام اباد سے شائع ہوئی۔رضا ہمدانی نے اس کتاب میں پہلی بات کے زیر عنوان تقریباً چالیس صفحات کا مقدمہ لکھا ہے جس میں اس صنف کی تاریخ،اس کے ارتقاء کے علاوہ اس کا ایک وقیع انتخاب بھی شامل کیا ہے۔اس انتخاب میں تحریری اور سینہ بہ سینہ روایت سے بھی استفادہ کیا ہے۔چاربیتہ ایک قدیم صنف ہے جس میں ہر طرح کے مضامین بیان کیے گئے ہیں۔اس حوالے سے رضا ہمدانی لکھتے ہیں:

"چاربیتہ بڑی قدیمی اور اہم صنف سخن ہے۔اس کا دائرہ بڑا وسیع ہے اور اس میں زندگی کا ہر موضوع سمایا ہوا ہے۔اگر اس صنف کی مسلسل تدوین کی جائے تو اس سے سرحد کی ثقافتی،مذہبی،معاشرتی،سیاسی،سماجی اور تاریخی واقعات کی معلومات افزا دستاویز

OPEN ACCESS

مرتب ہو سکتی ہے"۔[6]

ہندکو چاربیتہ کے حوالے سے حیدر زمان حیدر نے بھی اہم تحقیقی کام کیا ہے۔1995ء میں ان کی کتاب "مشال" کے نام منصۂ شہود پر آئی جس میں قدیم وجدید چاربیتہ گو شعرا کا ایک اہم انتخاب شائع کیا گیا اور ساتھ ان تمام شعرا کا مختصر تعارف بھی شامل کیا گیا جس سے چاربیتہ کے عہد بہ عہد فروغ سے بھی آگاہی ہوتی ہے۔یہ کتاب ہندکو ادبی جرگہ ایبٹ آباد کے زیرِ اہتمام شائع ہوئی۔جن شعرا کا کلام اور تذکرہ اس انتخاب شامل ہے ان میں خادی خان، سائیں غلام دین ہزاروی، حیات اللہ قادری، بختاور، سکندر شاہ پیر زادہ، نظام دین، شاہز اللہ، فضل دین، مستری محمد یعقوب، علی زمان، میر عبداللہ، غلام حسن طاہرہ، عجب خان نقشبندی، محمد صالح، ارسلہ خان، محمد کاکا ملیار، شیرا، راجہ جہانداد اور محمد اسرائیل مہجور کا شمار قدیم چاربیتہ گو شعرا میں کیا ہے جب کہ بابا عبدالمجید، مستری علی اکبر، محمد علی، عبدالغفور ملک، محمد رحمان، محمد صابر، یحیٰ خالد، حیدر زمان حیدر، نذیر حسین شاہ کسیلوی، افتخار ظفر جدون، محمد جاوید اختر، سلطان سکون اور منیر حیدر کے نام شامل ہیں۔اس کے علاوہ ایک اور کتاب "چاربیتے دے رنگورنگ نذارے" اور ہندکو کے ایک قدیم چاربیتہ گو شاعر سائیں غلام دین کے مختصر حالاتِ زندگی "سوداگر اس بازار دا" کے زیر عنوان تحریر کیے ہیں۔حیدر زمان حیدر نے قرآن مجید کا ہندکو ترجمہ کرنے کی سعادت بھی حاصل کی ہے اور ہندکو کی جھولی میں اپنا سفر نامہ حج بھی ڈال چکے ہیں۔ماہیا کی صنف پر اسلم جدون نے کام کیا ہے اور ایک تحقیقی کتاب مرتب کی ہے جو لوک ورثہ اسلام آباد سے 1979ء میں شائع ہوئی۔ماہیا پر اس کے علاوہ سلطان سکون نے بھی ایک کتاب مرتب کی ہے جو "تارالوئی والا" کے نام سے اشاعت آشنا ہوئی ہے، جس میں انہوں نے مختلف عنوانات کے تحت ماہیے شامل کیے ہیں۔جن میں حمدیہ، نعتیہ ماہیے، وطن کے ماہیے، عمومی ماہیے وغیرہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ان کی کتاب پر صوفی عبدالرشید نے لکھا ہے:

> "گزشتہ دس پندرہ برس سے اردو میں ماہیا کے نام سے بہت کچھ لکھا اور کہا جا رہا ہے۔اس ضمن میں ہمارے بعض جید نقادوں نے خاص خیال آرائیاں کی ہیں۔استخراجِ نتائج میں بعض سے آپ اتفاق اور بعض سے اختلاف کر سکتے ہیں۔سکون صاحب کے مضامین میں ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی سعی ہوئی ہے"۔[7]

سلطان سکون نے ہندکو زبان وادب کے حوالے سے بنیادی نوعیت کا کام کیا ہے جو آنے والے محققین کے لیے ایک قیمتی حوالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ہندکو ایک اور اہم شاعر میاں محمد جان کی سی حرفیوں کا مجموعہ "دل کے دکھ" کے نام سے میں مختار احمد کھٹانہ نے تحقیق وجستجو کے بعد مرتب کیا ہے۔یہ کتاب ایم کے سحاب کے طویل

OPEN ACCESS
CC BY

مقدمہ کے ساتھ 2011ء میں مکتبہ جمال لاہور سے شائع ہوئی ہے۔میں محمد جان 1329ھ میں بالا کوٹ میں پیدا ہوئے اور گمنامی کی زندگی بسر کی اور وہیں دفن ہوئے۔ہندکو تحقیق میں پروفیسر بشیر احمد سوز نے بھی اہم کام کیا ہے۔انہوں نے ہندکو زبان و ادب کی تاریخ لکھنے کے ساتھ "ہزارہ رنگ" کے نام سے ہندکو کی منظوم تاریخ مرتب کی ہے۔ہندکو مزاح نگاری کے حوالے کام کیا اور مختلف اصناف میں مزاح کا کھوج لگایا۔بشیر احمد سوز نے ہزارہ میں ہندکو نعت کے حوالے سے بھی دادِ تحقیق دی ہے۔قدیم اور جدید ہندکو شعراء کے کام کو یکجا کیا جو "ہزارہ ہندکو نعت" کے نام سے شائع ہوا۔اس کتاب میں انہوں نے "نعت دی تاریخ" کے نام سے ایک طویل مقدمہ بھی لکھا۔ان کی اس کاوش کو سراہتے ہوئے ڈاکٹر ریاض مجید نے لکھا ہے:

> "ہندکو زبان کا یہ انتخاب افقی اور عمودی دونوں حوالوں سے ہندکو کے تخلیقی سفر کے مختلف مرحلوں پر روشنی ڈالتا ہے۔اس انتخاب میں پچاس کے قریب ہندکو نعت گو شاعروں کا نمونہ کلام دیا گیا ہے۔ہندکو کے یہ شاعر ہندکو شاعری کی کلاسیکی روایت سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔کچھ شاعر قیامِ پاکستان کے بعد کی دہائیوں کے شعری میلانات کے حامل جدید شاعر ہیں"۔[8]

سائیں احمد علی کا شمار ہندکو کے اولین شعراء میں ہوتا ہے۔ان کے حالاتِ زندگی اور کلام کے حوالے سے کئی لوگوں نے دادِ تحقیق دی ہے۔ان میں احمد پراچہ، ڈاکٹر ظہور احمد اعوان اور محمد ضیاءالدین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔سائیں احمد علی 1836ء میں پشاور میں پیدا ہوئے اور ان کا وصال 1929ء میں ہوا۔سائیں احمد علی اردو، ہندکو اور پنجابی تینوں زبانوں پر دسترس رکھتے تھے۔ان کے فن اور شخصیت پر تحقیق سے ایک تو ان کے ذاتی احوال کو سامنے لایا گیا ہے تو دوسری طرف ان کے عہد کا جائزہ بھی لیا گیا ہے۔احمد پراچہ سائیں احمد علی کی شاعری کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

> "سائیں نے شاعری کی قریباً تمام رائج اصنافِ سخن حمد، نعت، غزل، نوحہ، سلام اور منقبت وغیرہ میں طبع آزمائی کی لیکن حرفی میں ان کا رنگ زیادہ نمایاں اور گہرا ہے۔جب انہوں نے حرفی کی طرف توجہ دی اور اس میں اپنے جذبات و احساسات اور قلبی واردات کا بھی اظہار اور شاعری کی بنیادوں کو جذباتیت کی ٹھوس غذا فراہم کی تو ان کی شاعری (حرفی) حقیقی اور فطری شاعری کا درجہ اختیار کر گئی"۔[9]

سلطان سکون نے لوک دانش پر مبنی قدیم کہانیوں اور قصوں کو اپنی کتاب "کاری دی گل" میں یکجا کیا ہے۔اس کتاب پر آصف ثاقب، رضا ہمدانی اور صوفی عبدالرشید کی آراء درج ہیں۔رضا ہمدانی اس حوالے سے

CC BY

رقمطراز ہیں:

> ”ترجمہ۔ہندکو ادب میں شعروں کے تو انبار لگے ہوئے ہیں جس کا کوئی حساب نہیں ہے،اور اگر سارا سرمایہ جمع کیا جائے تو دفتروں کے دفتر وجود میں آ جائیں گے لیکن نثر کے اعتبار سے ہندکو کا خانہ کالی ہے۔کوئی زبان نثر کے بغیر مکمل زبان ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔سکون جی نے بڑا جی کڑا کر کے اپنے قلم کا رخ ہندکو نثر کی طرف موڑا ہے اور ہندکو میں اضافے کا باعث بنے ہیں“۔[10]

مختار علی نیئرؔ نے ہندکو زبان و ادب کی تاریخ مرتب کی اس سے تحقیق کے نئے در وا ہوتے ہیں۔پروفیسر فارغ بخاری نے ”ادبیاتِ سرحد“میں ہندکو کی ابتدائی شعری و نثری تخلیقات کو سامنے لایا ہے۔ممتاز منگلوری نے ہندکو زبان و ادب کی ایک مربوط اور جامع تاریخ مرتب کی ہے۔بشیر احمد سوز نے ہزارہ میں ہندکو زبان و ادب کی تاریخ کو دو جلدوں میں مکمل کیا ہے۔انہوں نے ہندکو شاعری اور نثر کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے۔نثر میں افسانے اور ڈرامے پر تحقیق کی ہے۔محمد ضیاء الدین ہندکو زبان و ادب کی تحقیق میں ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔محمد ضیاء الدین نے ہندکو زبان و ادب کے حوالے سے کانفریسوں میں پیش کیے گئے مقالات کو کتابی صورت میں مرتب کر کے محفوظ کیا ہے ان متنوع مقالات میں ہندکو زبان و ادب کے ارتقا کے حوالے سے بہت ساری وقیع معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔اس مقالہ نگاروں میں محمد ضیاء الدین کے علاوہ مختار علی نیئرؔ،ڈاکٹر اشرف عدیل،صابر حسین امداد،حیدر زمان حیدر،ڈاکٹر ظہور احمد اعوان،ش شوکت،پروفیسر صوفی عبدالرشید،احمد پراچہ،ڈاکٹر نذیر تبسم،پروفیسر وحیدہ غفور،حسام حر،خالد سہیل ملک اور مجاہد اکبر کے نام شامل ہیں۔ان مقالات میں جہاں جہاں ہندکو بولی جاتی ہے وہاں اس زبان کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔جن موضوعات کا احاطہ کیا گیا ان میں ہندکو دا مقدمہ،ہندکو زبان دا مختصر تاریخی تے لسانی جائزہ،ہندکو زبان دی تعلیم،ہندکو زبان تے اس دا مآخذ،ہندکو لوک ادب دا جائزہ،ہندکو ادب دا ہزارے بچ فروغ،کوہاٹ اچ ہندکو زبان دا جائزہ،زبان تے تہذیب دے رشتے،ذرائع ابلاغ تے ہندکو زبان شامل ہیں۔اس کتاب کے حوالے سے ڈاکٹر ظہور احمد اعوان نے کتاب کے پس ورق لکھا ہے:

> ”ترجمہ،گندھارا ہندکو بورڈ نے 1997ء میں ہونے والی کل صوبہ سرحد ادبی کانفرنس کے مضامین و مقالات کو شائع کر کے ہندکو زبان و ادب کو ایک کو بصورت تحفہ پیش کیا ہے۔یہ کتاب یقیناً ہندکو اور ہندکو بولنے والے ہندکو وانوں کو سمجھنے میں مدد دے گی“۔[11]

OPEN ACCESS
CC BY

ہندکو کی لسانی و ادبی تحقیق کے حوالے سے کئی ادبی تنظیموں اور اداروں نے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ ہزارہ میں ہندکو ادبی سنگت اور ہندکو ادبی جرگہ جیسی تنظیموں نے ہندکو ادب کے فروغ میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ گندھارا ہندکو بورڈ کی خدمات اس حوالے سے قابلِ ذکر ہیں کہ گندھارا ہندکو بورڈ اس حوالے سے سرگرم ہے اور ہندکو مشاعروں، ادبی تقریبات کے ساتھ ساتھ رسائل بھی شائع کر رہا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] نیئر، مختار علی، عظیم گندھارا اور ہندکو، مکتبہ ہندکو زبان، پشاور، 1996ء، ص7۔

[2] نیئر، مختار علی، تاریخ زبان و ادب ہندکو، پشاور، مکتبہ ہندکو زبان، جنوری 1995ء، ص21۔

[3] Rauf Parekh, Dr, forward (Mashmūla Hindko grammar), Gandara Hindko Board, Pakistan, Peshawar, 2013, page21.

[4] صوفی عبدالرشید، خزینہ دار، مشمولہ: ہندکو ضرب الامثال، مرتبہ سلطان سکون، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1999ء، ص3۔

[5] نیئر، تاریخ زبان و ادب ہندکو، ص2۔

[6] رضا ہمدانی، چاربیتہ، اسلام آباد، لوک ورثہ، جون 1978ء، ص7۔

[7] صوفی عبدالرشید، میریا وے ماہیا، مشمولہ: تارالوئی والا، مرتبہ سلطان سکون، ایبٹ آباد، 100 کیہال، دسمبر 2002ء، ص18۔

[8] ریاض مجید، ڈاکٹر، ہزارہ ہندکو نعت، مرتبہ: بشیر احمد سوز، ہزارہ چیئر، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، 2012ء، ص12، 13۔

[9] احمد پراچہ، سائیں احمد علی پشاوری۔ احوال و آثار، راولپنڈی، بک سنٹر، جنوری 2004ء، ص134۔

[10] رضا ہمدانی، پہلی گل، مشمولہ: کاری دی گلَ، مرتبہ سلطان سکون، ایبٹ آباد، 100 کیہال، دسمبر 1994ء، ص۷۔

[11] اعوان، ظہور احمد ڈاکٹر، پس ورق، ہندکو دا مقدمہ، مرتبہ محمد ضیاء الدین، پشاور، گندھارا ہندکو بورڈ، 2005ء۔

OPEN ACCESS
CC BY